۳۸۔قبر پر عرس جائز نہیں ہے

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

قبر پر عرس کرنے سے عید کی شکل بنتی ہے، اور حضور ﷺ نے قبر پر عید کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے یہ بھی جائز نہیں ہے

اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1 ۔عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجعلوا بیوتکم قبورا ، و لا تجعلوا قبری عیدا ، و صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم ۔(ابوداود شریف، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، ص۲۹۶، نمبر ۲۰۴۲) اس حدیث میں ہے کہ میری قبر کو میلے کی جگہ نہ بناؤ،

ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبر کی طرح مت بناؤ [اس میں نماز پڑھتے رہو] اور میری قبر کو عید کی طرح مت بناؤ، مجھ پر درود بھیجتے رہو، تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ قبر پر عید کی شکل مت بناؤ، اور عرس میں عید کی شکل ہوتی ہے اس لئے یہ جائز نہیں ہے

اس حدیث سے عرس پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے

بعض حضرات نے اس حدیث سے عرس کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے

2۔عن محمد بن ابراھیم التیمی قال کان النبی ﷺ یأتی قبور الشھداء عند رأس الحول ، فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ، قال و کان ابو بکر ، و عمر وعثمان یفعلون ذالک ۔(مصنف عبد الرزاق، باب زیارۃ القبور، جلد۳،ص۵۷۳،نمبر ۶۷۱۶)

ترجمہ۔محمد بن ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ حضورؐ سال کے شروع میں شہداء کی قبر پر آیا کرتے تھے

اس حدیث میں ہے کہ سال کے شروع میں حضور شہداء احد کی قبروں پر جایا کرتے تھے، **فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار**، اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی ایسا کرتے تھے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور ہر سال کے شروع میں شہداء احد کے پاس تشریف لایا کرتے تھے

اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ ہر سال میں ایک مرتبہ عرس کرنا جائز ہے

لیکن اس میں یہ 4 خامیاں ہیں

[ا] پہلی بات یہ ہے کہ حضورؐ بغیر کسی اعلان کے جایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ کسی کو خبر ہوئی کسی کو خبر نہیں ہوئی، یہی وجہ ہے کہ یہ حدیث کہ، ہر سال کے شروع میں جایا کرتے تھے، صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے، اور اس کے اساتذہ کی بھی کسی کتاب میں نہیں ہے، صرف مصنف عبد الرزاق والے نے

اس کا ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کے مطابق اگر کوئی آدمی کبھی کبھار قبروستان چلا جائے اور صرف، **السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار** ، پڑھ کر واپس چلا آئے تو کسی کو اشکال نہیں ہے، لیکن یہاں ہو یہ رہا ہے کہ تاریخ متعین کی جاتی ہے، عرس کے نام پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے، مہینوں سے اس کا اعلان ہوتا ہے، بے پناہ لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور وہ دھمال ہوتا ہے کہ ہندووں کا میلہ شرما جائے، اس کی گنجائش کیسے دی جاسکتی ہے

[۲] دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں تابعی نے حضور ؐ کا عمل نقل کیا ہے، اور بیچ میں صحابی کا نام چھوڑ دیا ہے [کیونکہ محمد بن ابراہیم التیمی، تابعی ہیں]، اس لئے یہ حدیث مرفوع نہیں ہے حدیث مرسل ہے، اس لئے اس کی حیثیت کم ہے

[۳] عرس میں عید کا سما ہوتا ہے، اور ابھی اوپر گزرا کہ قبرستان پر عید کا سما کرنے سے حضور ؐ نے منع فرمایا ہے تو عرس کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے

[۴] کبھی بھی کسی صحابی یا تابعی نے عرس نہیں کیا ہے تو یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے،

بلکہ اوپر کی احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے حضور ؐ نے منع فرمایا ہے، تا کہ رفتہ رفتہ لوگ شرک میں مبتلاء نہ ہو جائے۔

[۵] اصل بات یہ ہے کہ ذہین لوگوں کے کھانے پینے کا اور سال بھر کے خرچ جمع کرنے کا ایک دھندا ہے۔ آپ خود بھی اس پر غور کر لیں

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ؐ کبھی کبھی شہداء کی قبر پر آیا کرتے تھے، اس میں تاریخ متعین نہیں تھی

3۔سمعت طلحه بن عبيد الله يحدث ... قال خرجنا مع رسول الله ﷺ نريد قبور الشهداء حتى اذا اشرفنا على حرة و اقم فلما تدلينا منها فاذا قبور بمحنية قال قلنا يا رسول الله ! قبور اخواننا هذه ؟ قال قبور اصحابنا فلما جئنا قبور الشهداء قال هذه قبور اخواننا ۔(ابوداود شریف، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، ص۲۹۶، نمبر۲۰۴۳)

ترجمہ۔فرمایا کہ ہم حضور ؐ کے ساتھ نکلے ،شہداء کی قبر پر جانے کا ارادہ تھا، ہم جب حرا واقم[مقام]آئے ، ہم جب آگے بڑھے تو محنیہ میں قبر تھی ،تو ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائیوں کی قبر ہیں، تو حضور ؐ نے فرمایا یہ ہمارے ساتھیوں کی قبریں ہیں ، پھر جب ہم شہداء احد کی قبر کے پاس آئے ،تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں

اس حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کبھی کبھار شہداء احد کی قبروں پر جایا کرتے تھے

کچھ حضرات نے 1100 اگیارہ سو سال بعد والے بزرگوں کے اقوال اور انکے اعمال سے عرس، چہلم وغیرہ کے جواز کا ثبوت پیش کرتے ہیں

[۱] لیکن یہ اس لئے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ بہت بعد کے بزرگوں کے عمل سے اعتقادی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، اس کے ثابت کرنے کے لئے صریح آیت ، یا پکی حدیث چاہئے

[۲] اس کے خلاف کئی حدیثیں پیش کی جا چکی ہیں

[۳] اب یہ چیزیں آخرت کی یاد، اور دنیا کی بے رغبتی کی چیزیں نہیں رہیں، بلکہ صرف تفریح ،کھیل، اور مذہب کے نام پر لوٹ کھسوٹ کا ذریعہ بنالیا ہے

گانا اور ڈھولک، طبلہ بجانا حرام ہے

تھوڑا بہت نظم، یا نعت پڑھ لینا جائز ہے، اس میں شرط یہ ہے کہ ڈھول، طبلہ، ہارمونیم، اور بجانے سے ساز نہ ہوں، اگر بجانے کے ساز ہوں تو کوئی بھی گیت جائز نہیں ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ و من الناس من یشری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین۔ (آیت ۶۔سورلقمان ۳۱)

ترجمہ۔اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں، تا کہ ان کے ذریعہ لوگوں کو بے سمجھے بوجھے اللہ کے راستے سے بھٹکائیں اور اس کا مذاق اڑائیں، ان لوگوں کو وہ عذاب ہو گا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا

اس آیت میں غافل کرنے والی باتوں سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔

2۔و ما کان صلوتھم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔ (آیت ۳۵، سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔اور بیت کے پاس ان کی نماز سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے سوا کچھ بھی نہیں اس لئے جو کافرانہ باتیں تم کرتے رہے ہو ان کی وجہ سے اب عذاب کا مزا چکھو

کافر لوگ بیت اللہ کے پاس تالیاں اور سیٹی بجایا کرتے تھے، اللہ نے اس سے نفرت کا اظہار کیا، اور قوالی میں یہی کچھ ہوتا ہے، اس لئے اس سے بھی رکنا چاہئے۔

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

4۔حدثنی ابو عامر ...و الله ما کذبنی : سمع النبی ﷺ یقول لیکونن من امتی یستحلون الحر ، و الحریر ، و الخمر ، و المعازف ۔(بخاری شریف، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی من یحل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ، ص۹۹۲، نمبر۵۵۹۰)

ترجمہ۔خدا کی قسم مجھ سے جھوٹ نہیں بولا ، میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے آزاد آدمی کو، ریشم کو، شراب کو اور بجانے کی چیز کو حلال کر لیں گے

5۔عن ابی امامة عن النبی ﷺ قال ان الله بعثنی رحمة للعالمین و امرنی ان امحق المزامیر و الکنارات ، یعنی برابط و المعازف و الاوثان التی کانت تعبد فی الجاهلیة۔(مسند احمد، حدیث ابی امامۃ باھلی الصدی ،جلد ۳۶، ص۵۵۱، نمبر ۲۲۲۱۸ ر نمبر ۲۲۳۰۷)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ نے دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اور اس بات کا حکم دیا کہ، بانسری ،ڈھول،، باجہ، بجانے کی چیز، اور بتوں کو مٹا دوں، زمانہ جاہلیت میں جس کی عبادت کی جاتی تھی

ان احادیث میں ہے کہ مزامیر اور ڈھولک حرام ہیں تو پھر عرس میں یہ گانے اور قوالیاں، اور یہ دھمال کیسے جائز ہوں گے

گنگنا کر گیت گانا بھی مکروہ ہے

کھیل کود اور لہب ولعب کے وقت جو گنگنا کر گیت گاتے ہیں، حدیث میں اس کو بھی منع کیا ہے
اس کے لئے حدیث یہ ہے

6۔عن عبد الرحمن بن عوف ...و لكنى نهيت عن صوتين احمقين فاجرين ،صوت عند نغمة لهو و لعب و مزامير الشيطان ۔(مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب ذکر سراری رسول اللہ ﷺ فاولھن ماریۃ القبطیۃ ام ابراہیم، جلد۴، ص۴۳، نمبر۶۸۲۵)

ترجمہ۔مجھ کو دو احمق آواز جو فاجر ہیں ان سے منع کیا گیا ہے لہو ولعب کے وقت میں گنگنانے کی آواز، اور شیطان کی بانسری کی آواز۔

اس حدیث میں ہے کہ لہولعب کے وقت گنگنا کر گانا بھی ٹھیک نہیں ہے

7۔عن جابر بن عبد الله ...قال : لا ، و لكن نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند مصيبة خمش وجوه وشق جيوب و رنة شيطان ۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصۃ فی البکاء علی المیت، ص۲۴۳، نمبر۱۰۰۵)

ترجمہ۔ہم کو دو احمق فاجر آواز سے روکا گیا ہے، ایک ایسی عورت جس نے مصیبت کے وقت چہرہ زخمی کر لیا ہو، کپڑے پھاڑ لیا ہو اس عورت کی آواز، اور دوسرا شیطان کا گنگنانا۔

ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ گانے کے طور پر گانا حدیث میں ممنوع ہے

اس لئے مزاروں پر ڈھول اور طبلے کے ساتھ جو گاتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے

اب تو عرس میں لڑکیاں بھی قوالی گانے کے لئے آنے لگی ہیں

ان احادیث سے کچھ حضرات قوالی کے جواز پر استدلال کرتے ہیں

کچھ حضرات نیچے والی حدیث کی وجہ سے قوالی کے جواز پر استدلال کرتے ہیں
یہ استدلال اس لئے ٹھیک نہیں ہے کہ اس میں صرف نظم اور نعت کی شکل ہے، اور اس میں ڈھول، طبلہ ، سارنگی بالکل نہیں تھے، اور قوالی میں یہ سارے دھمال ہوتے ہیں تو وہ کیسے جائز ہو جائے گی

حدیث یہ ہے

8۔عن سعید بن المسیب قال: مر عمر فی المسجد و حسان ینشد فقال کنت انشد فیہ و فیہ من ہو خیر منک ثم التفت الی ابی ہریرۃ فقال انشدک باللہ أسمعت رسول اللہ ﷺ یقول ، اجب عنی اللھم ایدہ بروح القدوس ؟ قال نعم . (بخاری شریف، کتاب بدء الخلق ، باب ذکر الملائکۃ صلوات اللہ علیھم ۔ص ۵۳۷، نمبر ۳۲۱۲/ مسلم شریف ، کتاب فضائل صحابۃ ، باب فضائل حسان بن ثابتؓ ص ۱۰۹۴، نمبر ۲۴۸۵ ،نمبر ۶۳۸۴)

ترجمہ ۔ حضرت عمرؓ مسجد سے گزرے، اور حضرت حسان بن ثابتؓ شعر کہہ رہے تھے [شاید حضرت عمر کو یہ ناگوار گزرا] تو حضرت حسان نے فرمایا کہ، تم سے جو بہتر تھے یعنی حضورؐ ان کے سامنے میں شعر پڑھتا رہا ہوں، پھر حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف متوجہ ہوئے ، اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ ، کیا تم نے حضورؐ سے یہ فرماتے سنا تھا کہ، میری جانب سے قریش کو جواب دو، آے اللہ حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ سے ان کی [یعنی حسان] کی مدد کر، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ، ہاں میں نے حضورؐ سے سنا تھا۔

اس حدیث میں نظم پڑھنے کا ذکر تو ہے، لیکن اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کو ناپسند فرمایا، اسی وجہ سے حضرت حسانؓ کو حضرت ابو ہریرہؓ کی گواہی لینی پڑی، اس لئے نظم پڑھنا اتنا اچھا نہیں ہے

9۔عن عائشة قالت :قال حسان يا رسول الله ﷺ ائذن لي في ابي سفيان ، قال كيف بقرابتي منه ؟ قال و الذي اكرمك لاسلنك منهم كما تسل الشعراة من الخمير فقال حسان

ع **و ان سنام المجد من آل هاشم۔الخ**

(مسلم شریف، کتاب فضائل صحابۃ، باب فضائل حسان بن ثابتؓ ص۱۰۹۵،نمبر۲۴۸۹،نمبر۶۳۹۳)

ترجمہ۔حضرت حسانؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیانؓ کی ہجو کرنے کی مجھے اجازت دیجئے ؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ تو میرے رشتہ دار ہیں تو اس کی ہجو کیسے کریں گے،تو حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ، جس خدا نے آپ کو عزت دی ہے،جس طرح آٹے سے بال کو نکالتے ہیں اس طرح میں آپ کو ان کی ہجو سے نکال دوں گا، پھر آگے لمبا قصیدہ پڑھا جس کا ایک مصرع یہ ہے

ع **و ان سنام المجد من آل هاشم۔الخ**

اس حدیث میں حضرت حسانؓ کو حضور نے نظم پڑھنے کی اجازت دی ہے

10۔عن عائشة ان ابا ابو بكر دخل عليهاو عندها جاريتان في ايام منى تدفقان و تضربان ، و النبي ﷺ متغش بثوبه فانتهرهما ابو بكر فكشف النبي ﷺ عن وجهه و قال دعهما يا ابا بكر فانها ايام عيد ، و تلك الايام ايام منى۔(بخاری شریف، کتاب العیدین، باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین ،ص۱۵۹،نمبر۹۸۷رمسلم شریف، کتاب صلاۃ العید، باب الرخصۃ فی اللعب الذی لامعصیۃ فیہ فی ایام العید،ص۳۵۶،نمبر۸۹۲،نمبر ۲۰۶۱)

ترجمہ۔حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے ، یہ منی کا زمانہ تھا،اس وقت دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں،اور حضورؐ پر کپڑا اڈھکا ہوا تھا،تو حضرت ابو بکرؓ نے ان دونوں لڑکیوں کو ڈانٹا،تو حضورؐ نے چہرے سے کپڑا اہٹایا اور

فرمایا:ابوبکر انکو چھوڑ دو، یہ عید کا دن ہے،اور یہ زمانہ منی کا زمانہ تھا

ان احادیث میں ہے کہ کچھ اشعار بھی پڑھ سکتے ہیں اور بغیر جلاجل کے دف بھی بجا سکتے ہیں

لیکن حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو اتنا بھی پسند نہیں تھا،اسی لئے حضرت ابوبکرؓ نے روکا،لیکن چونکہ عید کا دن تھا،اور چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں تو حضورؐ نے تھوڑی سی گنجائش دے دی

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ علماء کے جلسوں میں طلبہ نظم پڑھتے ہیں،نعت پڑھتے ہیں،اوراس میں کوئی دف وغیرہ نہیں ہوتا نہ تالی بجائی جاتی ہے،نہ جھومنا ہوتا ہے،تو اتنا سا حدیث سے جائز ہے

بزرگان دین اور مشائخ بھی ذکر واذکار کر کے تھک جاتے تھے تو تفریح کے لئے کبھی کبھار نظم سن لیتے تھے جو حدیث کے مطابق جائز ہے

بعد کے لوگوں نے اپنی روزی کمانے کے لئے اسی کو سماع بنایا،اسی کو قوالی بنائی،اور پھر اس میں سارنگی ڈھول،طبلہ سب کچھ ہونے لگا جنکو حدیث اور آیت میں سختی سے منع کیا تھا پھر وہ سارے دھمال کئے جس سے ہندوں کے میلے شرما گئے، **فیا للاسف**۔

ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ حدیث میں جو تھوڑی بہت گیت تھی وہ خوشی کے موقع پر گائی گئی تھی، یا بزرگوں نے جو سماع کیا تھا وہ اپنی خانقاہوں میں کی تھی،اور قوالی تو ڈھول اور طبلہ پر گائی جاتی ہے، حالانکہ یہ جگہ غم کرنے کی ہے،اور آخرت کو یاد کرنے کی جگہ ہے،یہاں گیت اور قوالی کو گانے کا جوڑ بالکل سمجھ میں نہیں آتا،یہ تو مندروں میں مرتیوں کے سامنے بھجن گانے جیسا ہو گیا۔

۔آپ اس نکتہ پر غور کریں

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں،آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

ہندو اپنے بزرگوں کی مندروں کے پاس میلہ لگاتے ہیں

ہندو لوگ ہر سال اپنے بزرگوں کی مندروں کے پاس میلہ لگاتے ہیں، اس پر گاتے اور بجاتے ہیں ،اس سے مانگتے ہیں، اس کی پوجا کرتے ہیں، ان کے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں، اور سجدہ کرتے ہیں، جو شرک ہے

قبر پر عرس اسی کی مشابہ ہے، اس لئے اس کو نہیں کرنا چاہئے۔

اس نکتہ پر غور کریں